مشاغلِ وقدردانیٔ علماء کے چند مناظر

مولانا محمد حبیب الرحمٰن خان شروانی

اس بیان میں شاید کسی تمہید کی حاجت نہیں ہے۔علماء کی جو عظمت ہمیشہ مسلمانوں کے دل میں رہی ہے اس کے کچھ نہ کچھ آثار اب بھی پائے جاتے ہیں ۔علمائے سلف کو جو مقبولیت عامہ خلق میں حاصل رہی ہے اور عموماً اہل ملک نے جس محبت اور ادب کی نظر سے ان کو دیکھا ہے اس کی کیفیت پڑھ کر ایک قسم کا تحیر پیدا ہوتا ہے۔اگر صرف ان کے ہم مسلک اور ہم مذہب ان کی توقیر کرتے اور ان پر قربان ہوتے تو ہم یہ سمجھتے کہ مذہبی خیالات کا کرشمہ تھا۔جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ مخالف فرقے اور یہود ونصاری ان کی تعظیم ومحبت میں ایسے ہی سرگرم اور محو تھے جیسے خود ان کے ہم مشرب تو ہم کو یہ باور کرنا پڑتا ہے کہ محض مذہبی خیالات نہیں بلکہ علما کے اخلاق وصفات ان کی عظمت کے اہم اور اصلی اسباب تھے۔اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ اس مقبولیت کو اس فیاضیٔ خیال اور وسعتِ نظر سے بہت ترقی ہوتی تھی جو عموماً ہم علمائے سلف میں پاتے ہیں اور یہ ان کی فیاضی کسی طبقے اور فرقے کے ساتھ مخصوص نہیں تھی بلکہ عموماً بندگان خدا کے واسطے عام اور شامل تھی۔

ایک مرتبہ خلیفہ ہارون الرشید مع لشکر شہر رقہ میں خیمہ زن تھا۔اتفاقاً اسی موقع پر حضرت عبداللہ ابن مبارک امام حدیث کا گزر شہر مذکور میں ہوا۔ان کے استقبال کے لئے لوگوں کا یہ ہجوم ہوا کہ سارے افق پر غبار چھا گیا اور کشمکش میں آدمیوں کی جوتیاں پارہ پارہ ہوگئیں۔حرم سرائے خلافت کے چوبی برج سے خلیفہ کی ایک کنیز نے جو یہ ہنگامہ دیکھا تو حیرت زدہ ہوکر پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے۔کسی نے کہا کہ خراسان کے عالم ابن مبارک تشریف لائے ہیں۔ان کے لینے کے لئے مخلوق کا ہجوم ہورہا ہے۔شوخ مزاج کنیز نے بے ساختہ کہا کہ واللہ حکومت اس کو کہتے ہیں۔ہارون کی کیا حکومت ہے جس کے لئے لوگ اہلکاروں کے زور اور دباؤ سے جمع ہوتے ہیں![1]

امام بخاری جب دربار علم سے کمال کا خلعت پہن کر اپنے وطن بخارا کو آئے تو بخاریوں نے نہایت جوش کے ساتھ ان کے استقبال کا اہتمام کیا۔شہر سے تین میل کے فاصلے پر خیمے ایستادہ

کئے گئے اور تمام اہل بخارا ان کی پیشوائی کے واسطے آئے یہاں تک کہ کوئی قابل ذکر آدمی باقی نہیں رہا۔شہر میں ان کو اس شان سے لائے کہ روپے اور اشرفیاں سر پر سے نثار کی جاتی تھیں۔ ہمارے علوم کا دوسرا مرکز شہر نیشا پور بھی امام ممدوح کی تعظیم میں اپنے ہمسر بخارا سے پیچھے نہیں رہا۔امام مسلم فرماتے ہیں کہ جب امام بخاری کے تشریف لانے کی خبر نیشاپوریوں نے سنی تو بعض نے دومنزل اور بعض نے تین منزل آگے چل کر استقبال کیا اور شہر میں جس شان سے وہ داخل ہوئے وہ شان میں نے کسی حاکم یا عالم کی آمد میں نہیں دیکھی ۲؎ امام فیروزی جب ایک دینی کام کے لئے شہر بغداد سے چلے تو ایک جم غفیر نے ان کی مشایعت کا قصد کیا۔انھوں نے ہر چند منع کیا لیکن جوش عقیدت میں کسی نے ممانعت کا لحاظ نہیں کیا۔سامرہ ۳؎ پہنچ کر جو ہمراہیوں کا اندازہ کیا گیا تو پچاس ہزار آدمی تخمینے میں آئے ۴؎۔

ایک مرتبہ شیخ ابواسحٰق شیرازی خلیفہ بغداد کی طرف سے ایک خدمت پر خراسان تشریف لے گئے تھے۔جب وہ نیشا پور سے معاودت کرنے لگے تو پیشوائے خراسان امام الحرمین نے سوار ہوتے وقت رکاب تھام لی۔اس کا اثر تمام ملک خراسان میں یہ ہوا کہ شیخ ممدوح کے گھوڑے کے سموں کے نیچے کی مٹی بطور تبرک اٹھائی اور آنکھوں سے لگائی گئی ۵؎۔سفیان ابن عینیہ جب کوفے میں تشریف لائے اور امام اعظم نے ان کے آنے کی خبر سنی تو شاگردوں سے فرمایا کہ تمہارے شہر میں عمرو ابن دینار کے علم کا حافظ آیا ہے۔اس مختصر جملے نے سارے اہل کوفہ کے دل ابن عینیہ کی جانب مائل کر دیئے اور لوگ جوق درجوق ابن دینار کی احادیث سننے کے لئے ان کی خدمت میں آنے لگے۔اس وقت ابن عینیہ کی عمر بیس برس سے کم تھی وہ فرمایا کرتے تھے کہ جس شخص نے مجھ کو اول محدث بنایا وہ ابوحنیفہ ہیں ۶؎۔علماء کے ساتھ عامئہ خلائق کا یہ جوش عقیدت صرف ان کی زندگی تک محدود نہ تھا ان کے وفات فرما جانے کے بعد بھی قائم رہتا تھا۔ بلکہ بعد وفات اور زیادہ نمایاں ہوتا تھا۔امام طاؤس تابعی کا جنازہ جب اٹھایا گیا تو آدمیوں کا اس قدر ہجوم تھا کہ جنازہ کسی طرح نہ نکل سکا۔آخر حاکم وقت نے فوج بھیجی اور اس کے اہتمام سے جنازہ نکلا۔خاندان نبوت کے چشم و چراغ حضرت عبداللہ ابن حسن رضی اللہ عنہا) جنازے کو اٹھائے ہوئے تھے۔لوگوں کی کشمکش سے ان کا لباس پارہ پارہ ہوگیا ۷؎۔امام الحرمین نے جب وفات پائی تو تمام شہر نیشاپور کے بازار ماتم میں بند ہوگئے ۔اور جامع مسجد میں جس منبر پر امام ممدوح خطبہ پڑھا کرتے تھے وہ توڑ دیا گیا۔۸؎اسی طرح جب امام ابو یعلی موصلی کا انتقال

ہواتو اکثر بازار شہر کے بند کردیئے گئے ۔۹؎امام ابوجعفر طبری کی قبر پر کئی مہینے تک شب وروز نماز جنازہ پڑھی گئی۔۱۰؎امام ابی داؤد کے جنازے کی نماز اسی (۸۰) دفعہ اداہوئی۔کل نمازیوں کاتخمینہ کیا گیا تو تین لاکھ ہوا۔۱۱؎

مخالف فرقوں کی محبت ہمارے علما کے ساتھ

امام ابوالعلائے ہمدانی سے خوارزم کے لوگ جوعموماً معتزلی تھے نہایت محبت رکھتے تھے حالانکہ امام ممدوح کواپنے مذہب حنبلی میں نہایت شدت تھی ۔۱۲؎بغداد کے اہل سنت جماعت اورشیعہ میں ایک بارتنازع ہواتو فریقین نے امام جوزی کوفیصلے کے لئے حکم قراردیا۔ایک زمانے میں دمشق کا حاکم جوشیعی تھاخطیب بغدادی سے برہم ہوگیا تھا۔اس نے کوتوال شہر کو یہ ایما کردیا کہ خطیب کسی حیلے سے قتل کردیئے جائیں۔امام ممدوح کوجب اس سازش کی خبر ہوئی توانھوں نے شریف ابوالحسن کے مکان میں پناہ لی ۔جب کوتوال نے ان سے خطیب کوطلب کیاتو شریف موصوف نے فرمایا کہ خطیب کاقتل بالکل خلاف مصلحت ہے اگروہ قتل کئے گئے تو یادرکھو کہ عراق کے شیعوں کی ایک جماعت ان کے ساتھ قتل ہوجائیگی۱۳؎۔

غیر مذہب کے لوگوں کی محبت علماء کے ساتھ

عبادابن عوام ناقل ہیں کہ جب امام منصور تابعی کاجنازہ اٹھایا گیاتو میں حاضر تھا۔میں نے دیکھا کہ مسلمانوں کے علاوہ یہوداورنصاری اپنے اپنے گروہ جداجدا قائم کئے ہوئے جنازے کے ساتھ ساتھ تھے۱۴؎۔امام ابوالعلاء کبھی کبھی (ہمدان سے)اپنے وطن کوجمعہ پڑھنے جایاکرتے تھے ۔جب وہ تشریف لے جاتے تواہل شہران کی مشایعت کے لئے شہر سے باہر کھڑے ہوجاتے ۔ایک جماعت مسلمانوں کی ہوتی اورایک گروہ یہودیوں کاجب ان کودیکھتے تودونوں فریق دعادیتے ۔۱۵؎ابوالفتح کمال الدین شافعی کے پاس یہوداورنصاری توراۃ اورانجیل پڑھنے آیاکرتے تھے۔فقیہ ممدوح نے ان کے ماننے والوں کی خاطران دونوں کتابوں کی شرح لکھی تھی ۔۱۶؎۔امین الدولہ ابن تلمند بغداد کے مشہورعیسائی طبیب کامکان شہرہ روزگارمدرسہ نظامیہ کے پڑوس میں تھا۔جب کوئی طالب علم مدرسہ مذکورکا بیمارہوتا تو یہ نیک دل طبیب اس کواپنے مکان پرلے آتا۔اس کاعلاج کرتااورہرقسم کی آسائش کی خبررکھتااوربعدصحت پھرمدرسے میں پہنچادیتا۔طبیب موصوف کے حالات پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے

کہ تہذیب نفس اور شرافت خصلت میں وہ بے نظیر تھا۔ جب اس نے وفات پائی تو (ابن خلکان کہتے ہیں) کہ شہر بغداد کے دونوں حصوں میں کوئی قابل ذکر شخص ایسا نہ تھا جو اس کے جنازے کے ساتھ گریے میں نہ آیا ہو۔ ۱۷

علماء کی معاشرت سے متعلق بعض اور حالات

لباسِ علماء

عرب کا ایک مشہور مقولہ ہے الناس باللباس۔ علمائے کرام جو باطنی خوبیوں سے آراستہ تھے ان کے حالات شاہد ہیں کہ ظاہری صفائی اور پاکیزگی کی جانب سے بھی ان کو بے توجہی نہ تھی۔ سطرف بن عبداللہ پوشاک فاخرہ استعمال کرتے تھے۔ ۱۸ امام دارالہجرت حضرت مالک لباس نہایت پاکیزہ اور قیمتی پہنتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں نے اپنے شہر (مدینہ طیبہ) کے جتنے فقہاد یکھے سب کو خوش پوشاک دیکھا امام ممدوح جس مکان میں نشست فرماتے تھے وہ نہایت پاک صاف رہتا تھا۔ اس میں چاروں طرف مسندیں بچھی رہتی تھیں اور ہر مسند پر جدا جدا تکیے مہیا رہتے۔ ان کی مجلس کا یہ ادب تھا کہ کوئی بلند آواز سے بات نہ کرتا۔ ۱۹ امام ابوحنیفہ بھی بہت خوش لباس تھے۔ حضرت عبداللہ ابن مبارک ان کی نسبت فرماتے ہیں کان حسن الوجہ حسن الثیاب ۲۰ ایک مرتبہ ان کی ایک چادر کا تخمینہ کیا گیا تو تیس اشرفی ہوا۔ اور ایک دوسرے موقع پر ان کے پیراہن اور چادر کا اندازہ کیا گیا تو چار سو درہم ہوا۔ حماد ان کے صاحبزادے فرماتے ہیں کہ میرے والد اس قدر خوشبو کا استعمال کرتے تھے کہ جب وہ کہیں جاتے تو لوگ خوشبو کی وجہ سے پہلے ہی سمجھ جاتے کہ امام اعظم آرہے ہیں ۲۱۔ شیخ الاسلام جعفی پاکیزہ لباس پہنتے۔ ۲۲ شیخ الاسلام ہروی جن کا زہد مشہور ہے جب باہر تشریف لاتے تو لباس فاخرہ ان کے جسم پر ہوتا اور بیش قیمت گھوڑا ان کے نیچے اور فرمایا کرتے تھے کہ یعنی میں یہ اظہار حشمت دین کے معزز کرنے کے لئے کرتا ہوں ۲۳۔

جسمانی ریاضت

ہم نے اس تحریر میں بعض عنوان ایسے قائم کئے ہیں جو موجودہ علمائے کرام کے احوال کے لحاظ سے عجیب و اجنبی بلکہ بے محل معلوم ہوتے ہیں۔ انہیں میں سے غالباً یہ سرخی بھی ہے۔ ہمارے قدیم مدارس

میں جسمانی ریاضت کا منزلوں پتا نہیں ہے۔مدارس جدیدہ تعلیم علوم کے برابر اس کو بھی مہتم بالشان خیال کرتے ہیں۔ان دونوں حالتوں کے دو مختلف اثر پیدا ہوئے ہیں۔نئی روشنی کے لوگ تو اس کو ترقی جدید کا ایک جلوہ سمجھ رہے ہیں۔پرانے فیشن کے بزرگ اس کو داخل لہو ولعب اور وثاقت ومتانت کے خلاف تصور فرمارہے ہیں۔تاریخی عدالت سے یہ فیصلہ ہوتا ہے کہ دونوں خیال واقعیت سے دور ہیں۔اہل علم میں جسمانی ریاضت کا اہتمام نہ تہذیب جدید کا نتیجہ ہے اور نہ خلاف متانت ووقار ہے۔صدہا برس گزرے جب بھی ہمارے علما مردانہ ورزشوں کے پابند تھے اور جو لوگ پیشوائے امت مانے گئے ہیں انھوں نے اس کی طرف خاص توجہ فرمائی ہے لہذا اس طریقے کو نہ جدید کہہ سکتے ہیں۔نہ خلاف شان علماء۔علما کے حالات ایک طرف تیراندازی اور گھوڑے کی سواری کی مشق کی تاکید حضرت سرور کائنات ﷺ نے فرمائی ہے۔اور صحیح بخاری میں اس گھوڑ دوڑ کا ذکر ہے جس کا اہتمام آپ نے بہ نفس نفیس فرمایا تھا اور جس میں عبداللہ ابن عمر بھی ایک گھوڑے پر سوار تھے اور اس اونٹوں کی دوڑ کا مذکور ہے جس میں آں حضرت کی سواری کی اونٹنی دوڑی تھی۔اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جسمانی ریاضت ہمارے اہل علم کا خاص شعار ہونا چاہئے۔اس مضمون کی تحریر کے لئے جو کتابیں میں نے دیکھیں ان سے ثابت ہوا کہ علمائے سلف کی عمریں عموماً بڑی ہوتی ہیں اور اخیر عمر تک ان کے قوی کام دیتے رہے ہیں[۲۴]۔یہ حقیقۃً اسی ریاضت کا کرشمہ تھا جس کے وہ عادی تھے۔ورنہ اس زمانے کی طرح ضعف دماغ اور جسمانی کمزوری اس زمانے کے علماء کی بھی خاص علامت قرار پاتی۔

امام ابن عون تابعی کے حالات میں لکھا ہے کہ ان کو گھوڑے کی سواری کا شوق تھا۔ایک مرتبہ انھوں نے گورخر میدان میں گھیر کر مارا تھا[۲۵]۔گورخر کی چالاکی مشہور ہے اس کو میدان میں گھیرنا اور تلوار نیزہ یا تیر سے شکار کرنا بہت دشوار ہے۔اس واقعے سے امام ممدوح کے اعلی درجہ کی شہسواری اور فنون شکار سے پوری واقفیت کا نشان ملتا ہے۔امام شافعی نے تیراندازی میں وہ ملکہ حاصل کیا تھا کہ قریش میں ان کا ثانی نہ تھا اور یہ کمال بہم پہنچایا تھا کہ ان کے دس تیر دس نشان اڑا دیتے تھے[۲۶]۔امام بخاری کو بھی تیراندازی کا خاص شوق تھا اور اکثر گھوڑے پر سوار ہو کر شہر سے باہر اس کی مشق کے لئے تشریف لے جاتے تھے۔ان کا ہاتھ بھی ایسا سچا ہو گیا تھا کہ کم تیر خطا جاتے[۲۷]علامہ ابوالقاسم شافعی کی نسبت ابن خلکان لکھتے ہیں **کان علامة الفقهو التفسیر و الحدیث و الاصول و الادب و الشعر و علم التصوف جمع بین الشریعةو الحقیقة** جو لوگ ابن خلکان کی پر احتیاط روش

☆انفرد بنفسك ساعة تدبر فيها امورك وتراجع فيها نفسك وتتفكر في آخرتك وتصلح بها دنياك☆

تحریر سے واقف ہیں وہ میرے اس بیان کی تصدیق کریں گے کہ مورخ مذکور نے یہ الفاظ محض گرمی سخن اور آرائش بیان کے واسطے نہیں لکھے ہوں گے بلکہ واقعات نے یہ الفاظ ان کے قلم سے لکھوائے ہوں گے ہم کو اس موقع پر یہ بیان کرنا ہے کہ علامہ ممدوح کو اتنے علوم میں کمال پیدا کرنے کے ولولے میں بھی جسمانی ورزش اور فنون ریاضت کی طرف سے بے توجہی نہیں ہوئی اور ان مشاغل عالیہ کے ساتھ ساتھ انہوں نے گھوڑے کی سواری اور مردانہ فنون میں وہ مشق بہم پہنچائی کہ ان کی چابک سواری اور استعمال اسلحہ کی مہارت مرتبہ کمال پر پہنچی ہوئی تھی۔ ۲۸

اپنا کام خود کرنا

جولوگ اپنا کام خود کرتے ہیں ان کو اپنی ذات پر بھروسا اور اعتماد ہوتا ہے اور اسی اعتماد نے دنیا میں بڑے بڑے کرشمے دکھلائے ہیں۔ جولوگ اپنا کام خود نہیں کرتے ان کے دل میں ایک قسم کی بزدلی پیدا ہوتی ہے اور یہ بزدلی انسانی حوصلے اور عزم کا بالکل ستیاناس کردیتی ہے۔ حضرت سرور کائنات کے حالات مبارک میں لکھا ہے کہ حضور اپنا کام خود دست مبارک سے فرمایا کرتے تھے ۔بکریوں کا دودھ آپ دوھ لیتے ۔ پھٹا کپڑا خودسی لیتے ۔نعلین مبارک ٹوٹ جاتیں تو ان کو اپنے ہی ہاتھ سے گانٹھ لیتے۔ غرض اپنے کام کے لئے دوسروں کو کم تکلیف دیتے۔ آپ کے خادم حضرت انس فرماتے ہیں کہ دس برس میں آپ کی خدمت میں رہا اس عرصہ میں میں نے آپ کی خدمت اس قدر نہیں کی جتنے آپ نے میرے کام فرمادیئے۔ علمائے سلف کے حالات شاہد ہیں کہ انھوں نے اپنے پیشوائے ملت (روحی فداہ) سے یہ سبق بھی حاصل کیا تھا اور جو قوی خداوند تعالی نے ان کو عطا فرمائے تھے ان کا پورا شکر بجالاتے تھے۔ امام ابن طاہر جب فن حدیث کی تحصیل کے لئے امام حبال کی خدمت میں حاضر ہونے چلے تو لوگوں نے ان کو جتایا کہ امام موصوف بازار سے اپنا کام خود کرلاتے ہیں وہاں بھی ان کو تلاش کرلینا۔ چنانچہ جب یہ ان کے شہر میں وارد ہوئے تو اول بازاروں میں گشت لگایا۔ تلاش کرتے کرتے ان کو امام حبال ایک عطار کی دوکان پر اس ہیئت سے ملے کہ دامن میں وہ تمام ضرورت کی چیزیں بھری ہوئی تھیں جو بازار سے خرید کرلائے تھے۔ اس واقعے کی قدر اس وقت بہت بڑھ جاتی ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ امام ممدوح کی عمر اس زمانے میں اناسی برس کی تھی ۲۹

ابوالاسود دؤلی واضع فن نحو پر اخیر عمر میں فالج گرا تھا اور اس کے اثر سے ان کے ہاتھ پاؤں ماؤف ہوگئے

تھے۔اس معذوری کی حالت میں بھی وہ ہر روز پاؤں گھسیٹتے ہوئے بازار کو جاتے اور اپنا کام کرلاتے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ ضرورت ان کو اس تکلیف کرنے پر مجبور کرتی تھی۔کیونکہ ابوالاسود بہت آسودہ تھے اور بہت سے خادم ان کی سرکار میں حاضر رہتے۔ایک روز کسی نے ان سے ازراہ تعجب دریافت کیا کہ اس قدر رخامیوں کے ہوتے ہوئے یہ شاقہ مصیبت ہر روز کیوں برداشت کی جاتی ہے۔اس ادیب نے یہ بے مثل جواب دیا کہ بات یہ ہے کہ اس آمدوشد میں اتنا نفع ہے کہ جب میں گھر میں لوٹ کرآتا ہوں تو لڑکے بھی کہتے ہیں کہ آ گئے، لونڈیاں بھی کہتی ہیں کہ آ گئے۔اگر گھر میں پاشکستہ ہوکر پڑ رہوں تو بکریاں مجھ پر پیشاب بھی کریں تو بھی کوئی خبر نہ ہو۔۳۰ یہ مقولہ عجب حکمت انگیز ہے اور شخصی حالت سے لے کر قومی حالت تک یکساں موثر ہے۔دنیا میں جو کچھ گرمی ہنگامہ ہے وہ سب حرکت کا نتیجہ ہے اور سکون ملکوں اور قوموں کی رونق کو درہم برہم کرنے والا ہے۔جو قومیں ہاتھ پاؤں چھوڑ بیٹھی ہیں وہ پامالی کے سوا اور کس چیز کی توقع اس عالم میں رکھتی ہیں۔امام بخاری نے شہر بخارا کے باہر ایک مہمان سرا بنوائی تھی۔اس کی تعمیر کے وقت جو مزدور معماروں کو اینٹیں پہنچاتے تھے ان میں خود امام بخاری بھی شامل تھے۔یہ امام ربانی اپنے سر پر اینٹیں رکھ کر لے جاتے اور باجوں کودیتے۔ایک شاگرد نے ازراہ دل سوزی ایک روز عرض کی کہ آپ کو اس محنت کی کیا ضرورت ہے۔امام ممدوح نے فرمایا کہ **ھذاالذی ینفعنا .نفعنااللہ تعالی باتباع السلف الصلحین واخر دعواناان الحمدللہ رب العلمین**۔

حواشی

۱۔ابن۔ج۱۔صفحہ ۲۴۸

۲۔مقدمہ صفحہ ۵۸۱،۵۷۸

۳۔شہر بغداد کا ایک حصہ

۴۔تذ۔ج۲۔صفحہ ۲۰۷

۵۔ابن۔ج۲۔صفحہ ۱۲۴

۶۔ابن۔ج۱۔صفحہ ۲۱۱

۷۔ابن ج۱صفحہ ۲۳۳

۸۔ابن ج۱صفحہ ۲۸۸

۹۔تذ۔ج۲صفحہ ۲۷۵

۱۰۔تذ۔ج۲صفحہ ۲۸۲

۱۱۔تذ۔ج۱صفحہ ۱۳

۱۲۔تذ۔ج صفحہ ۱۲۸

۱۳۔ابن۔ج۱۔صفحہ ۲۷۹

۱۴۔تذ۔ج۳۔صفحہ ۳۳۷

۱۵۔تذ۔ج۱۔صفحہ ۱۴۷ ۱۶۔تذ۔ج۴۔صفحہ ۱۲۰

۱۷۔ابن۔ج۲۔صفحہ ۱۳۴ ۱۸۔ابن ج۲ صفحہ ۱۹۳

۱۹۔تذ۔ج۱۔صفحہ ۵۶ ۲۰۔تذ۔ج۱۔صفحہ ۱۹۱

۲۱۔صورت اور لباس دونوں پاکیزہ تھے۔۲۲۔خیرات حسان صفحہ ۲۲،۶۱

۲۳۔تذ۔ج۱ صفحہ ۳۳

۲۴۔تذ ج۳۔صفحہ ۳۸۱

۲۵۔علامہ عینی نے ہدایہ کی شرح بنایہ جب لکھی تو ان کا سن نوے برس سے تجاوز کر چکا تھا۔کتاب مذکور کے خاتمہ میں انھوں نے اس امر کی تشریح کی ہے اور فرمایا ہے کہ اس شرح کے لکھنے کا اتفاق اکثر شب کو ہوا۔

۲۶۔تذ۔ج۱۔صفحہ ۳۳۱

۲۷۔مقدمہ صفحہ ۵۶۶

۲۸۔ابن۔ج۱ صفحہ ۳۸۵

۲۹۔تذ ج۔صفحہ ۱۳۵۸ ابن۔ج۱۔صفحہ ۲۴۱

۳۰۔یہ وہ کام ہے جو مجھ کو نفع دیگا۔

....

اسلامی معیشت کی طرف ایک اور قدم

شرکتِ وجوہ

کا تحقیق جائزہ

Research on Partnership by Goodwill

مؤلف: ڈاکٹر رفیق یونس مصری